

نا مکمل تحریر

شمع عارفین



Copyright © 2026 Shama.Arfin

All rights reserved. No part of this book may be reproduced, distributed, or transmitted in any form or by any means, including photocopying, recording, or other electronic or mechanical methods, without the prior written permission of the author, except for brief quotations in a review or other noncommercial uses permitted by copyright law.

For permissions, inquiries, or rights requests, contact: plotplanet.github.io

Disclaimer

This is a work of fiction. Names, characters, places, and incidents either are products of the author's imagination or are used fictitiously. Any resemblance to actual persons, living or dead, events, or locations is purely coincidental.

Genre

Poetry

First Edition: 2026

Publisher: [plotplanet](https://plotplanet.github.io)

نا مکمل تحریر

حمد

تیری ہی یاد سے دل کو قرار ملتا ہے
ہر اک درد میں تیرا سہارا ملتا ہے

اندھیری رات میں تونے چراغ جلائے
ٹوٹے ہوئے دل کو پھر سے حوصلا ملتا ہے

ہم نے سجدوں میں پایا سکونِ جاں
تیرے در سے ہی ہر اک سہارا ملتا ہے

نا مانگی کچھ بھی تیری رضا کے سوا
تیرے کرم سے ہی جینا سیکھنے ملتا ہے

گناہوں کا بوجھ جب حد سے بڑھنے لگا
تیرے عفو میں ڈوبا کنارہ ملتا ہے

اے رب ! تو ہی انتہا ، توبی ابتدا
تیری ذات میں مکمل راستہ ملتا ہے

بنتِ حوّا

قومِ مسلمان کو کیا ہوگیا
 راہِ حق سے ناراض سب ہو گیا
 حجاب میں ڈھکی ہے بنتِ حوّا
 مگر پورا جسم کھلا کھلا ہے
 بے لباسِ زوق کے زمانے میں
 کب سے پانے لگی تو بنتِ حوّا
 نقاب میں بھی ہے آدم کی بیٹی
 مگر جسم کی زینت نظر آ رہی ہے
 مجھے در ہے آخرت کے عزابوں سے
 در ہے حشر کے میدان کے عدالت سے
 اے حوّا کی بیٹی ، سنبھل جاؤ تم
 آخرت کو یاد کر در جاؤ تم
 رب سے میری ہے دعا ۶۷ ہے ہدایت دے تجھے
 دین کی راہوں پر پھر سے چلا دے تجھے -

مجھے زندگی سے گلہ نہیں
 خواب و ارماں سے ملال ہے
 جنہیں تعلیم سے کوئی وفا نہیں
 بشر ایسے بھی ہیں اس جہاں میں
 خوابشیں پزپ بڑی تھی
 خوابِ تعلیم سے الفت کی
 رنگِ زمانہ کو آگوش میں رکھ کر
 خواب و ارماں سے الوداع کہا
 غم تو ہوا ہے انتہا مگر
 رگِ جاں کو پھر سے سنبھالی
 فانی ہے دنیا ، فانی ہے خواب و ارماں
 بے تسکینِ قلب بار بار کی
 ہاں مجھے زندگی سے گلہ نہیں
 خواب و ارماں سے ملال ہے -

ماں

لکھنا چاہتی ہوں ،
 پر کیا لکھوں تیرے بارے میں
 تیری زندگی کی ملازمت لکھوں
 یا پھر تیری بدقسمتی کی کہانی لکھوں
 میں لکھوں بہادر عورت تجھے
 یا پھر مجبوریوں سے دبی بے بس عورت لکھوں
 تیری صبر کی داستان لکھوں
 یا پھر اشکوں سے بھری گنگا لکھوں
 میں لکھوں تیری غمگین زندگی کو
 یا پھر تیرے لاڈ کی کہانی لکھوں
 تیری مسکراہٹ کو غموں کی دوا لکھوں
 یا پھر میری زندگی کی وجہ لکھوں
 میں لکھوں کی تو میرے گھڑ کی ملکہ ہے
 یا پھر خواہش چھپانے والی عورت لکھوں
 تیرے چہرے کی تھکاوٹ لکھوں
 یا پھر تیری مسکراہٹ لکھوں
 میں لکھوں کی تو میری ماں ہے
 یا پھر میں اپنی جدّت لکھوں ۔

نہ جانے کہاں بچھر گئی ہے میری ذات
 عبادتِ رب سے غافل ہو گئی ہے میری ذات
 گناہوں کی اندھیری میں کھو گئی ہوں
 سراطِ مستقیم سے میں دورِ قدم ہوں
 جب آئینہ میں جھلکتا ہے خد کا وجود
 آدم و حوا کی بیٹی سوچ کر ڈرتی ہوں
 میں مسلمان ہوں، مگر بس نام کی؟
 اور خد کو جھانکتی ہوں تو کچھ اور پاتی ہوں
 اشک بھی ہے آنکھوں میں،
 فریاد بھی ہے لبوں پہ
 سجدے کی آرزو بھی ہے قلب میں
 سجدے کی آرزو بھی ہے قلب میں
 پر نفس کی غلامی میں الجھی ہوئی ہے چاہت ہے
 بے کیسی تیرگی ہے، جو مجھ پہ چھا گئی ہے
 نورِ ہدایت مجھ سے جیسے روٹھ گئی ہے
 میں رب سے اسکی محبت کی بھیک مانگتی ہوں
 میں اسکی ہدایت کی راہ مانگتی ہوں
 مجھے پھر سے وہی یقین، وہی ایمان دے دے
 مجھے پھر سے اے خدا
 مومنہ کی پہچان دے دے

اردو ہوں میں، ہاں اردو ہوں میں
 قدیم دنوں کی رانی ہوں میں
 ہر اک زباں سے نکلنے والی گل ہوں میں
 سبھوں کے دل میں جانے والی شمع ہوں میں
 جو سن لے ذرا بھی دل لگا کے مجھے
 تو اس کو بھانے والی زباں ہوں میں
 جس کی لبوں پہ ٹھہر جاؤں میں
 بڑے سلیقے کہ انساں کہلاتے ہیں وہ
 غمگین لوگوں کو شاعر بناتی ہوں میں
 خوش مزاج کو عالم بنا دیتی ہوں میں
 جو ہو زندگی کی کہانی ذرا سا بھی
 بتاتی ہوں داستانوں میں اس کو بھی میں
 عاشقوں کے غم کو بیاں کرتی ہوں میں
 کسی غزل کے تین اشعاروں میں میں
 غالب کی پہچان کی وجہ ہوں میں
 اقبال کے دیوانے بنانے میں ماہر ہوں میں
 مغلوں کے دلوں کو بھاتی تھی میں
 لشکروں کی زباں کہلاتی تھی میں
 قدیم ہند میں چاروں طرف تھی میں
 زباں میں اوّل زباں تھی میں-----

ٹوٹے پھولوں کے ہجوم میں رہتی ہوں
 زخم گہرا کے عالم میں رہتی ہوں
 کیسے لکھ دوں وہ لفظِ رازِ جگر
 ہر نشاں اک سوال میں رہتی ہوں
 روز لکھنا چاہتی ہوں عمر کی داستاں
 مگر ہر آہِ جمال میں رہتی ہوں
 خواب، خواب، خواب
 تھا اک ستارہ جو کھو گیا
 آج ہر خوابِ زوال میں رہتی ہوں
 رگِ جاں کو سنبھالتی ہوں ہر دم
 پر خد اپنی ہی ڈھال میں رہتی ہوں
 جب نگاہ اپنے وجود سے ٹکرا جائے
 میں خد اپنی مثال میں رہتی ہوں
 آہ دل سے نکلتی ہے چپکے سے
 اس فانی سائے کے جال میں رہتی ہوں
 اور پھر اک دفعہ اس قلم بے باک
 اور پھر اک دفعہ اس قلم بے باک

گلِ بہار کو دیکھ کر ترستی ہوں
 سرِ محدّت کے چھاؤں کو ترستی ہوں
 فخر، مان، پہچان، جو گل کہلاتی ہے
 انہیں دیکھ کر ترستی ہوں
 خوابوں کی دنیا میں جو بے خوف ہے
 ویسے گل کو دیکھ کر ترستی ہوں
 خوشنسیب جو گل ہوتی ہے باپ کی
 اُن گلوں کو دیکھ کر ترستی ہوں-----

تم لکھ رہی ہو میری زندگی اگر
 تو مجھ پر گزری ہوئی راتوں کا حساب لکھنا
 تم لکھ رہی ہو میری زندگی اگر
 تو میرے آنسوؤں کی سیلابی بھی لکھنا
 تم لکھ رہی ہو میری زندگی اگر
 تو ٹوٹے خوابوں کی مہک سمیٹنا
 اور جب میری فطری قسمت لکھو گی تم
 تو فیصلہ قلم پر نہ چھوڑنا

Reply version

میں لکھ دوں تیری زندگی اگر
 تو گزری راتوں کا حساب کیسے لکھوں؟
 تیرے صبر کے لیے الفاظ
 آخر کہاں سے تلاش کروں؟
 میں لکھ دوں تیری زندگی اگر
 تیرے آنسوؤں کو لفظوں میں
 قید نہ کر پاؤں۔

تو نے جو اوڑھ لی ہے غم کی اوڑھنی
 اُسے قلم کی حد میں کیسے لاؤں؟
 میں لکھ دوں تیری زندگی اگر
 تو بکھرے خوابو خوابوں کو لکھنے کا
 حوصلہ کہاں سے لاؤں؟
 تیرے احساسات کو
 الفاظ کے لباس کیسے پہناؤں؟
 اور اگر لکھ دوں تیری فطری قسمت
 تو فیصلہ قلم سے بیان نہ کر پاؤں۔
 میں ایک عام بشر
 تیری خوشیوں کی دعائیں مانگوں
 ~ (Aruba sadaf)

رب سے باتیں کر لینا
 ہاں رب سے باتیں کر لینا
 اگر خواب ٹوٹ جائے
 دل بے چین ہو تو
 رب سے باتیں کر لینا
 ہاں رب سے باتیں کر لینا
 اگر کوئی ساتھ چھوڑ دے
 یا کوئی خاص کھو جائے تو
 رب سے باتیں کر لینا
 ہاں رب سے باتیں کر لینا
 اگر گناہوں میں ڈوب جاؤ
 اور راستہ کا پتا نہ ہو تو
 رب سے باتیں کر لینا
 ہاں رب سے باتیں کر لینا
 مغفرت کی طلب ہو دل میں
 بوجھل سا دل ہو گیا ہو تو
 رب سے باتیں کر لینا
 ہاں رب سے باتیں کر لینا
 وہ سنتا بھی ہے
 سمجھتا بھی ہے
 ہاں رب سے باتیں کر لینے سے
 گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے انساں

کہاں رہتی ہو کیسی ہو
 میری ہم نشین تم کیسی ہو
 دنیا کے رواجوں سے
 میں بار بیٹھی ہوں
 خود ہی اپنے وجود سے
 انجان ہوئی بیٹھی ہوں
 نفرت کی آگوں میں
 میں جھونکی گئی ہوں
 اپنوں کے رویوں سے
 میں تنگ آ گئی ہوں
 کہاں رہتی ہو، میری فریاد سننے والی
 آ کے کہہ دو نہ پھر سے
 برا وقت بے گزر جائے گا
 ایک وہ دن بھی آئے گا
 جب تم کھل کر مسکراؤ گی
 کہہ دو نہ پھر سے
 برا وقت بے گزر جائے گا
 کانٹوں والی راہوں میں
 اکیلی ہی اب چلتی ہوں
 اپنے غم کے آنسو کو
 تکیے میں سماتی ہوں
 کوئی روتے دیکھ نہ لے یہ
 کوشش بھی کرتی ہوں
 اپنے چہرے پر سچی مسکراہٹ کو

کبھی نہ اب دیکھتی ہوں
 کہاں رہتی ہو، میری فریاد سزنی والی
 آکے کہہ دو نہ پھر سے
 برا وقت بے گزر جائے گا
 ایک وہ دن بھی آئے گا
 جب تم کھل کر مسکراؤ گی
 کہہ دو نہ پھر سے
 برا وقت بے گزر جائے گا
 جن خوابوں کی دنیا میں میں رہتی تھی
 ان سے میں بے دخل ہوئی
 بدکردار گھمنڈی لڑکی
 اس نام سے میں مشہور ہوئی
 آتے جاتے لوگوں سے
 الفاظ کے زخم لیتی ہوں
 کوئی دکھ نہ سمجھ پائے میرا
 اس بات پہ میں روتی ہوں
 اک بار گلے کو لگ جا پھر
 میں دنیا سے بار بیٹھی ہوں
 اور پھر کہہ دو نا مجھ سے
 برا وقت بے گزر جائے گا
 ایک وہ دن بھی آئے گا جب
 تم بھی کھل کر مسکراؤ گی

Reply version

یہی ہوں میں، اچھی ہوں
 پاس نہ ہو کر بھی پاس تمہارے رہتی ہوں
 دنیا سے باری ہو
 خود پہ اب تم بھاری ہو
 نفرت میں جلتی ہو
 اپنوں سے الجھی ہو
 تم تنگ آ گئی ہو
 میں تم کو سزنے آئی ہوں
 پھر سے کہنے آئی ہوں
 برا وقت بے گزر جائے گا
 ایک وہ دن بھی آئے گا
 جب تم کھل کر مسکراؤ گی
 کانٹوں کے راستے پر چلتی ہو
 غم کے آنسو پیتی ہو
 اشکوں سے بہتے گالوں کو
 تکیے میں چھپاتی پھرتی ہو
 چہرے پر مسکان سجا کر
 جہاں کو دھوکہ دیتی ہو
 میں یہی ہوں، اچھی ہوں
 پاس نہ ہو کر بھی پاس تمہارے رہتی ہوں
 نہ تسلی دینے آئی ہوں
 نہ حال بتانے آئی ہوں
 میں تم کو سزنے آئی ہوں

پھر سے کہنے آئی ہوں
 برا وقت بے گزر جائے گا
 ایک وہ دن بھی آئے گا
 جب تم کھل کر مسکراؤ گی
 خوابوں سے روٹھی ہو،
 دیکھنے سے ڈرتی ہو
 گھمبڑی بھی کہلائی ہو
 الفاظ کے زخم کھائی ہو
 اپنا دکھ کسی کو نہ سمجھا پائی ہو
 میں تم کو سزنے آئی ہوں
 پاس نہ ہو کر بھی پاس تمہارے ہوں
 جب دل بھر جائے دنیا سے
 اپنی باتیں مجھ سے کہنا
 میں بھی تھوڑی مشکل میں رہتی ہوں
 وقت کی کچھ ٹھوکر بھی کھاتی ہوں
 زندگی کے بے سلوکی کو میں بھی اب سہتی ہوں
 پر امید خدا پر رکھتی ہوں---
 میں گلے لگانے آئی ہوں
 پھر سے کہنے آئی ہوں
 برا وقت بے گزر جائے گا
 ایک وہ دن بھی آئے گا
 جب تم کھل کر مسکراؤ گی،
 ہاں کھل کر مسکراؤ گی---

سوال ہے مجھے خود سے
 میں کیوں بیکار ہوں
 سوال ہے مجھے خود سے
 میں کیوں پریشان ہوں
 سوال ہے مجھے خود سے
 میں کیوں نادان ہوں
 ہاں سوال ہے مجھے خود سے
 میں کیوں نافرمان ہوں
 سوال ہے مجھے خود سے
 میں کیوں ناکام ہوں
 سوال ہے مجھے خود سے
 میں کیوں رب سے دور ہوں
 سوال ہے مجھے خود سے
 میں کیوں ڈر سی جاتی ہوں
 ہاں سوال ہے مجھے خود سے
 میں ہی کیوں ہر چیز میں کم ہوں
 ای زندگی تو نے کیا کیا
 کبھی غم دیا تو کبھی خوش کیا
 کبھی سب چھین لیا تو کبھی سب کچھ دیا
 اے زندگی تو نے کیا کیا

ہمارے سوالات، معاشرے کے جوابات-----

سوال۔ بیٹی ہوئی ہے

جواب۔ بوجھ ہے

سوال۔ چلنے لگی ہے

جواب۔ ڈھنگ کے کپڑے پہناؤ

سوال۔ بڑی ہو رہی ہے

جواب۔ گھر کے اندر رکھو

سوال۔ بھائی کے ساتھ کھیل رہی ہے

جواب۔ مرد کے کھیلوں سے دور رکھو

سوال۔ وہ اسکول گئی ہے

جواب۔ بے اسکے جانے کی جگہ نہیں

سوال۔ کلاس میں اوّل آئی ہے

جواب۔ اسے کھانا بنانا سکھاؤ

سوال۔ پورے گھر کو سنبھالتی ہے

جواب۔ کوئی بڑی بات نہیں

سوال۔ وہ ہنس مکھ بہت ہے

جواب۔ لڑکیاں زیادہ ہستی نہیں

سوال۔ وہ اداس رہتی ہے

جواب۔ لگتا ہے پیار کا روگ لگا ہے

سوال۔ باپ کی لاڈلی ہے

جواب۔ اتنا سر پر نہیں چڑھاؤ
سوال۔ وہ دکھنے میں اچھی ہے
جواب۔ ہاں تھورا رنگ کم ہے
سوال۔ مراز اسکا اچھا ہے
جواب۔ وہ تو بس دکھاوا ہے

ہم بیڑیوں کے
 کچھ ارمان بھی ہوتے ہیں
 جینے کے بہانے
 کچھ پرواز بھی ان کے ہوتے ہیں
 بھیگی ہوئی آنکھوں میں
 کچھ خواب سہانے ہوتے ہیں
 ٹپکے آنکھ سے بوندوں میں
 کچھ درد پرانے ہوتے ہیں
 اس دردِ ماضی میں
 بہت سے اپنے بھی ہوتے ہیں
 ہم بیڑیوں کے
 کچھ خواب سہانے ہوتے ہیں
 طور طریقے زمانے کے
 ہمیں نبھانے ہوتے ہیں
 باپ کی عزت کو بھی
 ہمیں بچانے ہوتے ہیں
 تعلیم سے رشتہ بھی
 بیڑیوں کا کچھ ہوتا ہے
 اپنی زندگی کو اپنے ڈھنگ سے جینے کا

حق بھی بیٹی کو کچھ ہوتا ہے

ہم بیڑیوں کے

کچھ خواب سہانے ہوتے ہیں

بھیگی ہوئی آنکھوں میں

کچھ خواب سہانے ہوتے ہیں

ہاں ہم بیڑیوں کے

کچھ خواب سہانے ہوتے ہیں

کیوں بجھاتے ہو جلتے ہوئے دیپ کو
 ان کی بددعا لگے گی سارے زمانے کو
 چپ سا بیٹھا مشغول ہے وہ
 اندھیرے سے اجالے بنانے میں مشغول ہے وہ
 گر چھیڑو گے اس کو تو یوں جھنجھلائے گا وہ
 پھر زمانے کو بجھا کے رکھے گا وہ
 اس کی خاموشی کا مذاق نہ بناؤ تم
 خاموشی ہی رکھتا ہے پرواز بھی زمانے کی
 مت بجھاؤ جلتے ہوئے دیپ کو
 گر بجھاؤ گے تم ان خاموشیوں کو تو
 پھر زمانے کو پاؤ گے اندھیرے میں ڈوبا

اندھیری راتوں کی تنہا مسافر ہوں
 کسی ٹوٹی ڈالی کی سوکھی سی اک پھول ہو
 میں زندگی کے مسائل کے روبرو ہوں
 آنسوؤں کی بارش میں ڈوبی بشر ہوں
 جب بھی چپ سی صبحوں کو دیکھتی ہوں
 پھر اپنے مسائل کو لکھنا چاہتی ہوں
 دردِ زندگی کو کہنا چاہتی ہوں
 قید لبوں کو میں کھولنا چاہتی ہوں
 اپنی زبان میں لاتی ہوں جیسے ہلاکت
 اسی پھر آفتاب کو میں دیکھتی ہوں
 اور لبوں کو اک بار پھر قید کرتی ہوں
 اٹھ کر وہاں سے میں پھر بھاگتی ہوں
 کرتی ہوں کوشش تنہائی سے دور ہوں
 اور کسی محفل میں جا کر میں بیٹھی رہوں
 محفل میں جیسے ہی جاتی ہوں
 اپنی گم سم زندگی کو پھر سنتی ہوں

اور پھر میں محفل سے کہیں دور بھاگتی ہوں
 اب اندھیری راتوں کی تنہائی میں جل پری ہو
 اندھیروں کو اپنی آہیں بتا رہی ہوں
 تاروں کو دردِ زندگی بتا رہی ہوں
 آنسوؤں کی بارش میں بھیگی جا رہی ہوں
 پھر کبھی آفتاب کو میں دیکھتی ہوں
 اور زمین کو میں دیکھتی ہوں
 زہن میں ان بن سی باتوں کو پھر سوچتی ہوں
 کیا میں ڈالی سے ٹوٹ کر زمین پہ گر گئی ہوں
 یا فر کسی کیڑے کی خوراک بن گئی ہوں
 میں زندگی کے کس مور پہ آ گئی ہوں
 جہاں خد کی تحریر بھی نا لکھ پا رہی ہوں

لکھنا چاہتی ہوں کچھ بیتے لمحوں کو
 بیتے لمحوں کے سہانے دنوں کو
 اور کچھ یادوں کی کہانیوں کو
 گڈے گڈیوں کی شادیوں کو
 اپنے لہجے میں کہنا چاہتی ہوں
 امی کی پھٹی دوپٹے کی ساریوں کو
 ان گڑیوں کو اب بھی پہنانا چاہتی ہوں
 لیکر سہیلیوں کے سنگ اپنے گڈے کو
 پھر سے میں وہ بارات جانا چاہتی ہوں
 ننھے ہاتھوں سے پکے ان چاولوں کو
 اپنے کھلونے والے برتنوں میں کھانا چاہتی ہوں
 سرد موسم میں سنگ سہیلیوں کے
 نکل جاتی تھی سرسوں کے کھیتوں میں
 شبنم سے بھرے ان پھولوں کو
 توڑ لاتی تھی جب چپکے سے بوڑھے کسانوں سے
 ان پھولوں سے بنے باروں کو

اب بھی میں پہنا چاہتی ہوں
 ان سہیلیوں کو لیکر
 میں پھر سے ان کھیتوں میں چھپنا چاہتی ہوں
 عصر کے بعد بچوں کے مجمو کو
 میں اب بھی دیکھنا چاہتی ہوں
 کچی زمین پہ لکیریں کھینچ کے
 میں اب بھی کھیلنا چاہتی ہوں
 رنگ برنگے بچپن کے ان کھیلوں میں
 میں اب گم ہو جانا چاہتی ہوں
 کھپرل کے گھروں کے دیواروں کو
 میں پھر مٹی سے لپینا چاہتی ہوں
 بوڑھے بوڑھی کے اندھیرے جھوپڑے کو
 میں بھوتوں کا گھر بول کر بھاگنا چاہتی ہوں
 گھروں سے چوری کر سبزیوں کو
 سہیلیوں کے سنگ پھر سے پکانا چاہتی ہوں
 چاندنی راتوں کو آنگن میں سو کر
 امی سے کہانیاں سننا چاہتی ہوں
 آسمان میں ستاروں کو
 بچپن کی طرح گیزنا چاہتی ہوں
 رمضان میں اصل نمازی بن کر
 ہم سایہ کے گھروں میں نمازیں پڑھنا چاہتی ہوں
 اللہ سے باربی ڈولوں کی خواہشوں کو
 میں پھر سے دعاؤں میں مانگنا چاہتی ہوں
 چاند راتوں میں لیکر مہندیوں کو
 دار و مدار پھر بھٹکنا چاہتی ہوں

اپنے کپڑے اور مہندیوں کو
 عیدوں میں سب کو جا جا کر دکھانا چاہتی ہوں
 ان عیدوں کے میلوں میں جا کے
 ایک بار پھر سے سیزیم دیکھنا چاہتی ہوں
 پان میں نشے کے جردے ملا کر
 سہیلیوں کو پھر سے کھلانا چاہتی ہوں
 سہیلیوں کے سنگ جھولے پہ بیٹھ کے
 پورے جوش میں ہنس ہنس کے رونا چاہتی ہوں
 بچپن کی ان سہیلیوں کو
 میں اب ڈھونڈنا چاہتی ہوں
 میں بچپن کی دنیا میں
 ایک بار گم ہو جانا چاہتی ہوں
 اپنی قلم کے جارئیے سے
 میں پورے بچپن کو لکھنا چاہتی ہوں

گلاستاں کے بازاروں میں
 میں پھر سے لٹ آئی ہوں
 اپنے ہی نام کی صدا
 میں ہوا میں ڈھونڈنے آئی ہوں
 وقت کے شیشوں میں
 بکھرا ہوا عکس تھا میرا
 میں وہی ٹوٹا ہوا لمحہ
 چپکے سے جوڑنے آئی ہوں
 گلاستاں کے بازاروں میں
 میں پھر سے لٹ آئی ہوں
 عہد تورنے والوں سے
 شکوہ نہیں اب مجھکو
 میں اپنے یقین کی نرمی کو
 پھر سے بچانے آئی ہوں
 زمانہ گرانے پر تلا مجھکو

مگر ہر بار سنبھل آئی ہوں
 گلستان کے بازاروں میں
 میں پھر سے لٹ آئی ہوں
 فریب آلود نگاہوں سے
 بچ کر رہنے آئی ہوں
 پھولوں کی بستی میں
 تھوڑی سی خوشبو چنے آئی ہوں
 میں پھر سے لٹ آئی ہوں
 میں خود سے ملنے آئی ہوں
 گلستان کے بازاروں میں
 میں پھر سے لٹ آئی ہوں

ہر کسی کے بارے میں کوئی لکھتا نہیں
 ہر کوئی دل کا خاص ہوتا نہیں
 میں سوچتی ہوں میں خود کو لکھوں
 اپنے دل کی خاص میں ہی تو ہوں
 الفطوں سے بھری زندگی لکھوں
 اپنے ہر احساس کی کہانی لکھوں
 رنگ و روپ کو جب کہیں بھی لکھوں
 بس اک عام سی لڑکی لکھوں
 جب لکھوں کہیں اپنی تعلیم کو
 تو بس فل سٹاپ لکھوں
 ایک ادھوری سی نا تمام کہانی لکھوں
 میں لکھوں جب تو مسکراتا چہرہ لکھوں
 جس میں ہزار غم کی لکیریں لکھوں
 جب لکھوں خود کی آزادی کی
 تو پنکھ کٹی پنچھی لکھوں
 ہمدرد لکھوں جہاں بھی کہیں
 خدا کے سوا کسی کو نہ لکھوں
 میں لکھوں اگر پسندیدہ انسان تو
 میں خود کو لکھوں
 میں ایک ادھوری سی نا تمام کہانی لکھوں
 جس میں ہی میں خود کو لکھوں

ای زندگی تو نے کیا کیا
 کبھی غم دیا تو کبھی خوش کیا
 کبھی سب چھین لیا تو کبھی سب کچھ دیا
 اے زندگی تو نے کیا کیا

کبھی اپنوں سے لڑایا تو کبھی سب سے ملایا
 کبھی بدعائیں دلایا تو کبھی دعائیں دلایا
 اے زندگی تو نے کیا کیا

کبھی زیکی کرایا تو کبھی چوری کرایا
 کبھی ایمان پہ لایا تو کبھی بے ایمان بنایا
 اے زندگی تو نے کیا کیا

کبھی عبادت کرایا تو کبھی قرآن پڑھایا
 کبھی جھوٹ بولا تو کبھی گانا گوایا
 اے زندگی تو نے کیا کیا

کبھی دولت دیا تو سکوں چھین لیا
 کبھی سکوں دیا تو دولت چھین لیا
 اے زندگی تو نے کیا کیا

کبھی جھوٹ بول کر مال بکھوایا
 کبھی حلال کموایا تو کبھی حرام کموایا
 اے زندگی تو نے کیا کیا

کبھی تعریفیں سنائی تو کبھی طعنے سنایا

کبھی عزت دی تو کبھی بے عزت کرایا

اے زندگی تو نے کیا کیا

کبھی غریبوں پر ظلم کرایا تو کبھی ماؤں کو رلایا

کبھی حق کسی کا مارا تو کبھی ناحق کو حق دیا

اے زندگی تو نے کیا کیا

کبھی بے پردہ کرایا تو کبھی حرام رشتے بنوایا

کبھی کافروں میں ملایا تو کبھی اسلام پہ چلایا

اے زندگی تجھے کیا کہوں ، تو نے یہ کیا کرایا

اے زندگی تو نے کیا کیا

اے ابن آدم

اے آدم کے بیٹے
 مجھے تم سے باتیں کرنی ہیں
 تم تو آدم کے بیٹے ہو
 پھر تم آدم جیسے کیوں نہیں
 تم تو مسلمان کہلاتے ہو
 پھر تم انساں جیسے کیوں نہیں
 کیوں تم بنتِ حوّا کو
 بے بس کر کے رکھتے ہو
 کیوں تم بنتِ حوّا کے
 جالم بن رہ جاتے ہو
 کیوں تم کسی کو کمزور سمجھ کر
 درد دے کر جاتے ہو
 کیوں تم پرندوں کی طرح
 کسی کی عزت لے اُڑ جاتے ہو
 کیوں تم اپنے آپ کو
 جہیز کے مار مرواتے ہو
 کیوں تم خود کے ہی دشمن
 خود بن رہ جاتے ہو
 کیوں تم بنتِ حوّا کی
 دیوار بن آ جاتے ہو

کیوں تم حرام کے رشتے میں
 ہنپ حوا کو لے آتے ہو
 کیوں تم کافروں کو
 حلال رشتے میں لے آتے ہو
 کیوں تم ہنپ حوا کو
 غلام بنا کر رکھتے ہو
 کیوں تم کٹے کی طرح
 کسی کے جسم کو کھا جاتے ہو
 تم تو آدم کے بیٹے ہو
 پھر تم آدم جیسے کیوں نہیں
 تم تو مسلمان کہلاتے ہو
 پھر تم انسان جیسے کیوں نہیں

یہ بدنام زمانہ کیوں ہے
 یہ زمانہ تو پہلے جیسا ہی ہے
 ہاں ! ہر انسان خود غرض ہو گیا ہے اب
 یہ انسانوں کے چڈر میں
 پھر بدنام زمانہ کیوں ہے
 پہلے جیسے لوگ رہے نہ اب
 حیا کی جادر کھو گئی ہے اب
 اپنوں میں محبت نہ رہی ہے اب
 ہر انسان کو انسان سے انا ہے اب
 پھر بدنام زمانہ کیوں ہے
 ہر بات پہ جھوٹ عام ہوا ہے اب
 ہر انسان بے ایمان ہوا ہے اب
 ہر انسان حلال سے دور ہوا ہے اب
 ہر انسان حرام سے جڑ گیا ہے اب
 پھر بدنام زمانہ کیوں ہے
 انسان تو حرام رشتے سے جڑا ہے اب
 ہر انسان تو اسی میں خوش ہے اب
 جادر سے ڈھکا سر ملتا نہیں اب
 نظریں جھکی آنکھیں ملتی نہیں اب
 پھر بدنام زمانہ کیوں ہے
 اسلام کی باتوں سے لوگ انجان ہے اب

قرآن کی تلاوت سے لوگ دور ہیں اب
ہے تو انسان کی بدنامی ہے
زمانہ تو پہلے جیسا ہی ہے
پھر بدنام زمانہ کیوں ہے

اس خود غرض دنیا میں
 اک شمع پھر سے بوجھ گئی
 جو پرواز رکھتی تھی
 آسماں چھونے کی
 وہ پھر سے زمیں پہ آج گر گئی
 اک شمع پھر سے بوجھ گئی
 کچھ ایسے اس کے خواب تھے
 کچھ ایسے اس کے شوق تھے
 یہ خود غرض انساں نے
 اس کے خواب بھی توڑ دیے
 اس کے شوق بھی مار دیے
 اک شمع پھر سے بوجھ گئی
 جس کا کام روشنی دینا
 تاریکی کو دور بھگانا
 وہ شمع بھی آج بکھر گئی
 وہ شمع بھی آج بوجھ گئی
 پتہ نہیں اس فانی دنیا میں
 کتنی شمع بجھائی جائیگی
 پھر تاریکی کی دنیا میں
 شمع کہاں سے لائی جائیگی

میری کہانی

میری کہانی میں خد لکھ رہی ہوں
 میری خوبی اور خامی
 جو خد کہ رہی ہوں
 میں کوئی حسرت نہ ہیں ہوں
 لیکن معصوم سی ہوں
 میں بہادر سی ہوں
 لیکن کبھی رو بھی دیتی ہوں
 میں الجھن میں الجھی ہوئی ہوں
 لیکن ہنستی ہی رہتی ہوں
 میں طعنوں کا زخم بھی کھاتی ہوں
 لیکن اس پر مرہم بھی لگاتی ہوں
 میں دردوں کی دنیا میں غم ہوں
 لیکن اس میں بھی خوشی ڈھونڈتی ہوں
 میں تو اک شمع ہوں
 لیکن اب بجھ سی گئی ہوں
 میں حرام رشتے میں نہیں ہوں
 لیکن حلال رشتے میں اچھی نہیں ہوں
 میں راتوں کو جاگتی ہوں
 لیکن اب رو بھی نہیں پاتی ہوں
 میں خود کو فنا کرنا چاہتی ہوں
 لیکن رب سے بھی ڈرتی ہوں
 میں عبادت بھی کرتی ہوں

لیکن خطا بھی کر دیتی ہوں
میں اُمید تو سب پر کرتی ہوں
لیکن یقین رب پہ کرتی ہوں
میں اللہ سے معافی تو مانگتی ہوں
لیکن دل سے نہیں شاید

لڑکی ہوں

نازک سی میں ہوتی ہوں
 ہر بات کو میں سہ لیتی ہوں
 ہنسنے بولنے کی تہذیب
 بچپن سے ہی سیکھتی ہوں
 جھاڑو برتن، کھانا بنانا
 یہ کام بھی میں ہی کرتی ہوں
 سب کی خوشیوں کے خاطر
 اپنی خوشیاں گزواتی ہوں
 ہاں لڑکی ہوں میں، لڑکی ہوں

ہر طبیعت میں کوئی خرابی
 برداشت اسے بھی کرتی ہوں
 درد وں کو چھپا کر بھی
 سب کے سامنے ہنستی ہوں
 لمبی ، گوری ، ناٹی ، کالی
 یہ طعنے بھی سنتی ہوں
 عزت سے رشہ زبھانا یہ
 باتیں بھی سنتی ہوں

ہاں لڑکی ہوں میں، لڑکی ہوں

کچن تمہارا اوفس ہے

یہ کام تمہارا پیشا ہے

یہ بات ہمیں

بچپن سے بتایا جاتا ہے

سلائی، بنائی، کرنا بھی

ہمیں سکھایا جاتا ہے

سب کی عزت ہے کرنا

یہ بات زہن میں رکھتی ہوں

ہاں لڑکی ہوں میں، لڑکی ہوں


ہوتی ہے تکلیف ہمیں

پھر بھی چپ رہ جاتی ہوں

سسک سسک کر کونے میں

رو کے ہی رہ جاتی ہوں

ہاں لڑکی ہوں میں، لڑکی ہوں

اس جنریشن کی ہر لڑکی سے میں یہی کہوں گی کہ اگر زندگی میں اولاد چاہیے تو خدا کے واسطے ملازمت کی زندگی  کو کبھی نہ اپناؤ۔ تم کبھی نہ کبھی ضرور اپنی زندگی سے خوش رہو گی، لیکن تمہاری اولاد ماں کے پیار سے کوسوں دور ہو جائے گی، جو پیار وہ ڈیزرو کرتی ہے۔

اس لیے اگر زندگی میں اولاد کی خوشی چاہیے تو خدا کے واسطے اس کی خوشی کے لیے تم ملازمت کی زندگی کبھی نہ اپناؤ، کیونکہ میں ایک جاب والے باپ اور جاب والی ماں کی بیٹی بن کر زندگی گزار رہی ہوں۔ آج بھی اپنی ماں کی کمی کو محسوس کر کے روتی ہوں، چلاتی ہوں، لیکن کیا کروں۔

آج میری ماں بھی جاب چھوڑنا چاہتی ہے، لیکن اب وہ گھر کے حالات سے مجبور ہو گئی ہے اور اپنی بڑھتی عمر کے ساتھ بھی

جاب

کر رہی ہے۔

اس لیے تمام لڑکیوں سے میں یہ کہوں گی کہ اگر جاب والی زندگی چاہیے تو خدا کے واسطے اولاد کی خواہش نہ کرے۔

.....

کچھ الفاظ جو کسی سے نہ بول پاتی ہوں---

آئی تھی دیکھنے

بیٹھی تھی میرے سربانے

پوچھتی تھی حال میرا

دوائی تھی پاؤں میرا

میرے آنسوؤں کو پونچھی تھی تم

اپنے سینے سے لگائی تھی تم

اور پھر سے دوا کھلا کر چلی گئی

مجھے سلا کر چلی گئی

زندگی کی ملازمت میں پھر سے بھول گئی تم

میرا حال پوچھنا پھر سے بھول گئی تم

تمہاری بیٹی ہوں، آج رو رہی ہوں

سسک سسک کر میں تم سے کہہ رہی ہوں

کسی کونے میں پڑی ہوں

آنسوؤں سے بھیگی پڑی ہوں

خود سے کھڑی بھی نہ ہو پا رہی ہوں

درد کی شدت سے چلا رہی ہوں

دوائی خود سے نہ لے پا رہی ہوں

زندگی میں خود کو اکیلا پا رہی ہوں

تمہاری کمی کو میں محسوس کر رہی ہوں
 او میری ممٹا کی چادر، آ کے مجھ سے خیریت پوچھ لے
 میرے آنسوؤں کو اپنے دوپٹے میں پھر سے سکھا لے
 تمہاری بیٹی ہوں، آج پھر سے رو رہی ہوں
 تمہاری کمی کو ایک بار پھر مرض کی وجہ بتا رہی ہوں
 میں رو رہی ہوں، تمہیں کھوج رہی ہوں
 تمہاری شمع آج درد میں چلا رہی ہوں
 ہاں ماں، آج میں پھر سے خفا ہوں
 ہاں تم سے خفا ہوں-----
